International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 01,Jan-June 2023
PP: 119-133

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

معلم انسانیت کا استفساری طریق تعلیم

Inrogational Teaching Method of Humanity Educator

Ehsan Ahmad
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

Dr. Muhammad Saeed Akhtar
Assistant Professor, The University of Lahore, Lahore

Abstract

The inquiry method is a student-centered learning approach in the process of education with the concept of students who are actively engaged in the teaching and learning activity under the monitoring and supervision of a teacher. Questions are a useful way to learn, which involves the act of contacting the natural or material world, and the questions that go on ask, and testing those discoveries in the search for new understanding. This article encompasses this teaching methodology concerning the life and practices of the Prophet Muhammad (Peace be upon him) in the backdrop of the historical perspective of the early days of Islam. It also sheds light on how the Prophet (Peace be upon him) actively and spontaneously used this teaching technique to effectively inculcate into his companions the core teachings of Islam as a religion.

***Key Words**: Education, Teaching, Learning, Methodology, Religion.*

تمہید:

CC BY

قرآن مجید نزول کی ابتداء تعلیم و تعلم سے ہوتی ہے، جس سے علم کی اہمیت عیاں ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ . خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ.اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ.الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ.عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾(۱)

"اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیں، جس نے پیدا کیا،اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا،پڑھیں، آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا۔اس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

قرآن کریم کی اس پہلی وحی کو اسلامی نظام تعلیم کا ایک بنیادی سنگ میل قرار دیا جاتا ہے اور اسی علم کی وجہ سے اللہ تعالی نے ایمان والوں کے درجے بلند کیے ہیں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ.﴾(۲)

کہہ دیں کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے، برابر ہیں، یقیناً اہل خرد ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

اسلامی نظام تعلیم کا باقاعدہ آغاز اس طرح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تھا اور جب آنحضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے یہاں اسلامی نظام تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔ مسجد نبوی کے ایک حصے میں ایک چبوترہ بنوایا ، جس کو صفہ کہا جاتا تھا، اور اس کے طلاب اصحاب صفہ کہلائے۔ یہ مسلمانوں کی پہلی باقاعدہ اقامتی یونیورسٹی تھی۔اسلام کے نظام تعلیم کے تربیت یافتہ افراد نے دنیا میں انقلاب برپا کیا اور پھر اس سے مسلمانوں کا معیار تعلیم بڑھا اور اسی جامعہ سے تہذیب و تمدن کے اصول سیکھے اخلاقی اور ذہنی بلند پایہ کردار کے مالک بنے بلکہ انہوں نے اقوام عالم کو یہ اصول سکھائے اور ان پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے امام بنے، یہ صرف اس جامعہ کے معلم و مربی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔

اسلام کا فلسفۂ علم کا دائرہ صرف قرآن وحدیث اور تفسیر تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کے دائرہ میں سائنس ، معاشیات، سیاسیات، عمرانیات، طبعیات، بیالوجی، فزیالوجی جغرافیہ ، میڈیکل سائنس ، تاریخ جیسے علوم داخل ہیں اور دیگر علوم فنون میں مسلمانوں نے بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔قرآن وحدیث اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ ہے اور پوری انسانیت کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے جس کو سمجھنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ،اس لئے کہ معلم انسانیت ﷺ کی ذات گرامی قرآن مجید کی مکمل تفسیر اور ایک کامل اسوہ (نمونہ) ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(۳)

البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے کامل نمونہ ہے۔

آنحضور ﷺ کی بعثت کا مقصد علم و عمل کی وحدت پیدا کرنا تھا اور اعلیٰ ذہنی تربیت اور اخلاقی قدروں کو بلند کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اس مقصد اوّلین کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے آپ ﷺ کا طریقہ تعلیم تقریباً وہی تھا، جو آپ ﷺ سے قبل دوسرے انبیاء نے اختیار کیا۔

فلسفۂ اخلاقیات کی تعلیم و تعلم کے لیے آپ نے مکہ مکرمہ میں جس دار ارقم اور مدینہ منورہ میں صفہ کے نام سے جن جن

درس گاہوں کی بنیاد رکھی تھی اس کے نصاب تعلیم اور اہداف وہی تھے، جس کی طرح آپ سے پہلے حضرت نوح بالخصوص حضرت ابراہیم نے ڈالی تھی۔ رسول کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت کا مقصد انسانوں کے اندر اسلامی نظریہ حیات اور ایمان راسخ پیدا کرنا اور اطاعت الٰہی کا شعور پیدا کرنا ہے۔ انسانوں میں تقوی پیدا کرنا اور ان کے نفوس کا تذکیہ کرنا ہے۔ اسلامی ریاست کو چلانے کے لئے اہل اور قابل رجال کار تیار کرنا نیز یہ کہ اسلامی معاشرہ کے لئے باصلاحیت نفوس کی افزائش ہے اور ان کے معیار اخلاق کو بلند کرنا ہے۔

مروجہ طریق ہائے تعلیم:

جدید طریقہ ہائے تدریس کو اختیار کرتے ہوئے اساتذہ کو چاہئے کہ وہ کمرہء جماعت میں حسبِ ضرورت تدریسی تیکنیکس کو اپنائیں اور موقع کی مناسبت سے بہترین حکمتِ عملی استعمال میں لاتے ہوئے اپنے تعلیم اہداف کے حصول کے لئے کوشاں رہیں۔ اس لئے شعبہ ءِ تدریس سے وابستہ افراد کے لئے مختلف طریق ہائے تدریس سے واقفیت اور ان کے استعمال کی صلاحیت کا حصول انتہائی ضروری ہے۔ دور جدید میں متعدد طرق ہائے تعلیم پائے جاتے ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے تمام مدارس میں تعلیم دی جاتی ہے، جو کہ درج ذیل ہیں۔

تقریری طریق تدریس: Lecture Method

مسائل حل کرنے کا طریقہ: Issues Solving Method

عملی طریق تعلیم: Practical teaching

تمثیلی طریق تدریس: Inductive Method

مشاہداتی طریق تعلیم: Demonstration Method

انکشافی طریقہ: Heuristic Method

تجزیاتی طریق تدریس: Analysis Method

ا۔ بحث و مباحثہ طریقہ: **Discussion Method**

معلم انسانیت ﷺ کے طرق ہائے تعلیم:

قرآن وسنت میں رسول اللہ ﷺ کا بحثیت معلم مبعوث کیے جانے کا متعدد مرتبہ ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿كَمَاأَرْسَلْنَافِيكُمْ رَسُولًامِنْكُمْ يَتْلُوعَلَيْكُمْ آيَاتِنَاوَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَالَمْ تَكُونُواتَعْلَمُونَ (١٥١) ﴾[٤]

جس طرح ہم نے رسول بھیجا تم میں، تمہیں میں سے، جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت کی وہ تعلیم دیتا ہے، جو تم نہیں جانتے تھے۔

ہم نے تم میں سے ایک رسول بھیجا، جو تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت

سکھاتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تعلیم دینے کے لیے کوئی وقت مخصوص اور محدود نہ تھا بلکہ جب بھی کوئی مناسب موقع میسر آتا تو آپ ﷺ تعلیم دیتے تھےاپنی تعلیم کو ذریعۂ انقلاب بنانے کے لئے حضور نبی ﷺ ایک فعال طرزِ تعلیم کے طریقوں کو اپنایا، بایں وجہ سے حصولِ تعلیم کے تمام مقاصد حاصل ہوئے اور دنیا کو بھی اس بابت میں مثالی رہنمائی ملی۔ ذیل کی چند سطروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے چند اسلوبِ تعلیم پر مختصراً روشنی ڈالی جائیگی تاکہ افہام و تفہیم کے سنت طریقوں کا علم ہوجائے اور ہمارا طریقہ تعلیم مستحکم و مستند بن جائے جیساکہ سیرت طیبہ سے کئی مثالیں موجود ہیں ان میں سے چند ایک سپرد قلم کی جاتیں ہیں۔

تمثیلی طریق تدریس: Inductive Method

رسالت مآب ﷺ نے فعال طرزِ تعلیم کے مختلف طرق ہائے تدریس اپنائے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے ہاں سے صحابہ کرام کو تعلیم دینے کے تمام مقاصد حاصل ہوئے اور دنیا کو اس باب میں مثالی رہنمائی ملی۔آپ ﷺ نے اپنے اسلوب تعلیم میں تمثیلی طریقۂ تدریس بھی استعمال فرماتے تھے، جو کہ افہام و تفہیم کا ایک موثر ذریعہ ہے، جیساکہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِرَاَیْتُم لَوْاِنَّ نَہرًا ببَابِ اِحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیہِ کلّ یَومٍ خَمسًا، مَاتَقُول: ذٰلکَ یُبقِی مِن دَرَنِہٖ، قالُوا: لَایُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا، قَالَ: «فَذٰلِکَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخمْسِ، یَمْحُو اللَّہُ بِہٖ الخطَایَا»(۵)

”تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے، تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں، اس کے بدن پر کچھ میل باقی نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پانچوں وقت کی نمازوں کی ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

قابل غور بات یہ ہے کہ معلم انسانیت ﷺ نے کتنے دلنشیں انداز سے ایک تمثیل کے ذریعے نماز کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اساتذہ کرام بھی اگر ضرورت کے مطابق تمثیل کا استعمال کریں تو طلباء کے لئے مشکل اور پیچیدہ مسائل کو سمجھنے میں بہت آسانی ہو جائے گی، اس طریقہ تدریس کو اپنانے کے لیے اساتذہ کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیرت اور بالخصوص نبویؐ طریقۂ تعلیم کا بھرپور مطالعہ کریں اور مزید روشنی حاصل کرتے ہوئے اُنہیں عمل میں لائیں جس سے ان کا کامیاب مدرس ثابت ہونا یقینی ہے۔

۲۔اشارات کے ذریعے تعلیم: Education through Hints

حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم تعلیم کے دوران متعلقہ موضوعات سمجھانے کیلیے مناسب اشارات کا استعمال بھی فرماتے تھے اور اسی طرح کبھی کبھار کسی مسئلہ کو آئینے کی طرح صاف کرنے کیلئے اور سمجھانے کے لیے گرافک کا بھی استعمال فرمایا کرتے

تھے، جیسا کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، إِذَا اتَّقَى اللهَ "، وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى»(٦)

"اپنے یا کسی غیر کے یتیم کی پرورش کرنے والا، میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح (ساتھ ساتھ) ہوں گے، بشر طیکہ وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو"۔امام مالک نے انگشت شہادت اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا۔

رسول امین ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے مروجہ نظام ہائے تعلیم میں حضور نبی کریم ﷺ کا استفساری طریق تعلیم کو بنیادی حثییت حاصل ہے کہ بہت سے اسکولوں میں اِس طرزِ تعلیم کا استعمال ہوتا ہے لیکن اکثر مدارس میں اِس تعلق سے فعالیت نظر نہیں آتی، بہر حال جہاں بھی کمی ہو وہاں اِس کمی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

۳۔مشاہداتی طریق تدریس :Demonstration Teaching Method

اس طریق تدریس میں کوئی چیز کو دکھاکر تعلیم دی جاتی ہے، مثلا دنیا کے بارے میں سمجھانے کیلئے گلوب، یا دنیا کا نقشہ دکھایا جاتاہے۔سائنس اوردیگر علوم کی تدریس کیلئے یہ طریقہ انتہائی مفید ہے، نقشہ یا لکیریں کھینچ کر سمجھانا ، اس طریق تعلیم کو مشاہداتی طریق تدریس کہا جاتا ہے اس کو عصر حاضر میں جدید طرق تدریس میں اس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے ، اس کو مزید مؤثر بنانے کیلئے استاد کچھ تصوراتی نقشے یا رموز واوقاف کا استعمال کرتا ہے تاکہ رئیسی اور ذیلی نکات کی الگ الگ وضاحت ہو سکے، جیسا کہ نبی رحمت ﷺ نے اس کی اعلی مثال پیش کر کے امت کو عظیم خزانے سے مالامال کیاہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

خطَّ لنا رسولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - خطًّا؛ فقال:هذا سبيل الله."ثمَّ خطَّ خطوطًا عن يمينه وعن شمالِه، ثمَّ قال:"وهذه سُبُلٌ، على كلِّ سبيلٍ منها شيطان يدعو إليه"، ثمَّ تلا {وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ...}(٧) إلى آخر الآية. إِلَى آخِرِ الْآيَةِ (٨)

رسول اللہ ﷺ نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں اور بائیں جانب لکیریں کھینچیں پھر فرمایا: یہ دوجداجدا راہیں ہیں ان میں سے ہرایک راستے پر شیطان بلارہاہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ﴾ (٩)

اوریقینا یہ میری راہ ہے جو سیدھی ہے تم اس پر چلو اور دوسروں کی راہوں پر مت چلو وہ تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکا دینگے

اس حدیث میں امام الانبیاء ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو باخبر کیا کہ راہ حق ایک ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ضلالت وگمراہی کے بے شمار راستے ہیں اور وہ شیطانی راہیں ہیں۔اس بات کو سمجھانے کے لئے معلم اعظم ﷺ نے لکیروں کا استعمال فرمایا۔

اس حدیث سے واضح ہو کہ آپ ﷺ نے اپنی بات سمجھانے کے لیے لکیریں کھینچ کر اپنے صحابہ کو بات ذہن نشین کروائی لہٰذا مخفی اوراہم بات کو اجاگر کرنے کے لئے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے جو ایک مفید اور موثر ترین ذریعہ تعلیم ہے۔

۴۔ عملی طریق تعلیم: education practical teaching

عملی طریق تعلیم میں عملی (پریکٹیکلی) طور پر کر کے دکھانا ، عملی طریق تعلیم کہلاتا ہے جس میں معلم طلبا کے سامنے مسئلہ کو عملی طور پر کر کے دکھاتا ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے عملی تعلیم لفظی تعلیم سے زیادہ موثر ہوتی ہے آپ ﷺ کی تعلیم کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ خود پریکٹیکل (عملی طور پر) کر کے دکھلاتے تھے۔اس کی ایک مثال ذیل کی حدیث ہے۔جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے مسح کر کے دکھایا اور اس کی تعلیم دی۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے :

« فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الأَرْضِ،ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا، وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ» (۱۰)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے لیے کافی ہے اور آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور پھر ان کو پھونکا ،پھر ان دونوں کے ساتھ اپنے چہرے اور ہتھلیوں کا مسح کیا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیمّم کا طریقہ عملی طور پر کر کے دکھایا اور پھر اس کو صحابہ سکھایا، کیونکہ کوئی بھی عملی طور پر کیا گیا کام ساری زندگی نہیں بھولتا۔

اس سے ہمیں اس سے ہمیں راہنمائی ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اپنی اسوہ حسنہ بیان کر کے اور عملی طور پر کر کے دونوں طریقوں سے تعلیم دی ہے۔

۵۔ تقریری طریق تعلیم : Lecture Method

تقریری طریقہ تدریس میں یہ ہوتا ہے کہ اساتذہ درس گاہ میں تقریر اور گفتگو کے ذریعے متعلقہ موضوع پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا آسان طریقہ تدریس ہے جو تقریباً تمام تعلیمی اداروں میں استعمال ہوتا ہے۔ تقریری طریق تعلیم میں آسانی سے طلبہ کی ایک بڑی تعداد سے نمٹنے کے لیےاس طریقہ تدریس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ثانوی مدارس، کالجزاور یونیورسٹیوں میں بھی یہی طریقہ تدریس استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہاں ایک وقت میں ایک کلاس میں سینکڑوں طالبعلم ہو سکتے ہیں اور استاد کیلئے یہ آسان ہے کہ وہ اس طریق تدریس کے ذریعے چند افراد سے لے کر جم غفیر تک بہت سے لوگوں سے خطاب کر سکتا ہے۔

یہ انتہائی موثر طریق تدریس ہے۔معلم انسانیت ﷺ کا اندازِ تعلیم وتربیت انتہائی مؤثر، دلکش، دلنشین اور دلآویز ہوتا تھا، آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والی ہر آواز میں ایک درد،تڑپ اور سوز کی سی بجلی ہوتی، جو مخاطبین کے ضمیر اور احساس کو جھنجوڑکر رکھ دیتی اور سامع کو اپنی زندگی میں اصلاح اور ایک خوش گوار انقلاب لانےپر مجبور کردیتی تھی ، جیسا کہ حجۃالوادع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو تقریر فرمائی، جس کے صحابہ مخاطب تھے، جو کہ تقریری طریق تعلیم کی واضح مثال ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا "، ثُمَّ قَالَ: " لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ الْغَائِبَ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنَ

الشَّاهِدِ» [۱۱]

پس بیشک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لیے اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس دن ، اس ماہ مبارک ذوالحجہ اور خاص کر اس اس شہر کی حرمت ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو حاضر ہے، وہ اس پیغام کو دوسرے لوگوں تک پہنچادے، ہوسکتا ہے کہ غائب اس بات کو شاہد سے بہتر سمجھنے والا ہو۔

اس تقریر نے کئی انسانوں کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا اور ان کی زندگیاں بدل گئیں اور یہ خطبہ قیامت تک آنے والے انسانی حقوق طے کرنے کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ ﷺ کا یہ خطبہ تقریری طریق تدریس کی نہایت اعلیٰ مثال ہے، جس میں صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، اس تقریر نے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کردیا ، جو آگے چل کر انسانیت کی ہدایت کا باعث بنے اور دنیا کے رہبر وراہنما ثابت ہوئے۔

۲۔ استفساری طریقہ تدریس Method: Question & Answer

استفساری طریقہ تدریس کو نبی آخر الزمان ﷺ نے اختیار فرمایا ، چنانچہ اس طریقِ تعلیم کو اختیار کرکے تعلیم وتعلم کو موثر بنایا جاسکتا ہے ، ان ہدایات پر عمل کرکے بہتر نتائج حاصلات تعلم حاصل کیے جاسکتے ہیں،اس طریق تدریس میں معلم طلبا سے استفسار کرکے ، ان کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ سبق کی طرف مکمل توجہ اور بہتر حاصل تعلم کے لئے، اس طریق تدریس اختیار کیا جانا، بھی بہت سارے مسائل کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوا ہے۔ ہادی عالم ﷺ بسااوقات کسی بات کو بتانے سے پہلے صحابہ کرام سے استفسار فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا طریقہ تدریس بڑا ہی دلچسپ ہوتا کہ آپ ﷺ حاضرین کی توجہ کو اپنی طرف مبذول رکھنے کے لیے دوطرفہ گفتگو بھی فرماتے اور حاضرین سے سوال وجواب کا سلسلہ قائم رکھتے تھے۔آپ ﷺ کے استفساری طریق تعلیم کی متعدد مثالیں احادیث اور سیرت کی کتب میں موجود ہیں، جن میں سے چند اہم مثالیں پیش خدمت ہیں۔

پہلی مثل:

بعض اوقات آپ ﷺ بات کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے خود ہی سوال کرتے اور پھر اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

« أَتَدْرُونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ لاَ دِرْهَمَ لَهُ وَلاَ مَتَاعَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمُفْلِسُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِصَلاَتِهِ وَصِيَامِهِ وَزَكَاتِهِ، وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا فَيَقْعُدُ فَ يَقْتَصُّ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصّ مَا عَلَيْهِ مِنَ الخَطَايَا أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ.» [۱۲]

کیا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا : ہمارے نزدیک مفلس وہ ہوتا ہے، جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سازوسامان ہی ہو،اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امّت کا مفلس وہ ہوگا، جو دنیا میں نمازی تھا، روزہ

دار تھا اور زکواۃ دیا کرتا تھا۔ان عبادات کے اجر وثواب کے ساتھ میدان حشر میں آئے گا۔اس کے ساتھ اس کا یہ حال ہوگا کہ دنیا میں کسی کو گالی دی تھی کسی پر بدکاری کا الزام لگایا تھا، کسی کا مال ناحق کھایا تھا، کسی کی خون ریزی کی تھی اور کسی کو ناحق مارا تھا۔ان تمام لوگوں میں جن جن پر اس نے ظلم وزیادتی کی تھی اس کی نیکیاں ان میں بانٹ دی جائیں گی، پھر اگر مظلوموں کے حق ادا ہونے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے حساب میں ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

قدیم زمانے سے انسانی معاشروں میں غالب تہذیبوں نے محتاج، غریب، مسکین، مفلس اور مجبور کو ہمیشہ سے حقیر، کم تر اور قابلِ نفرت جانا۔ زمانۂ جاہلیت سے پہلے خود عرب میں بھی ان لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ تھا۔ غریب ہونا ایک گالی اور ایک ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا ساری زندگی ملتی رہتی، غریب اور اس کا خاندان معاشرے کے ہر صاحبِ حیثیت کا زر خرید غلام اور ادنٰی خادم سمجھا جاتا۔ قہر و جبر اور ظلم و ستم کے یہ غیر انسانی رویّے درحقیقت تاریخِ انسانی کے چہرے پر بدنما داغ ہیں،چنانچہ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا اوررحمت العالمین،حضرت محمد ﷺ مسندِ رسالت پر جلوہ افروز ہوئے، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے احکامات کی روشنی میں غریب، محتاج اور مسکین کےساتھ انسانیت سوز رویوں اورسلوک کے بارے میں عامۃ الناس کو سخت ترین وعید سنائی اور ان کو پابند کیا کہ وہ اپنے مال کا ایک حصّہ ان بے کس لوگوں پر خرچ کریں، تاکہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں یا کم از کم وہ گزر بسر کرلیں اور اس میں مدد کرنے والوں کے لیے آخرت میں جنت جیسا بہترین انعام پائیں۔

دوسری مثال:

معلم انسانیت ﷺ نے غیبت جیسے بے لذت گناہ سے اپنی امت کو ڈرایا، جس میں خاص و عام سبھی مبتلا ہیں، اس کے متعلق آپ ﷺ نے صحابہ سے مختلف موقع و محل پر استفسارات فرمائے، سیرت طیبہ سے کئی مثالیں موجود ہیں، ان میں سے ایک سپرد قلم کی جاتی ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہم سے استفسار فرمایا:

قَالَ:«أَتَدرُوْن ماالْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَم، قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيْل أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ»(۱۳)

معلم انسانیت نے صحابہ سے پوچھا: ''کیا تم کو معلوم ہے کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟'' اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا وہ ذکر کرو، جس کو وہ ناپسند کرے''۔ پوچھا گیا کہ کیا اگر وہ بات میرے بھائی میں موجود ہو، تب بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم بیان کرتے ہو اگر وہ اس میں موجود ہے، تو تم نے اس کی غیبت کی اور جو تم بیان کرتے ہو اگر وہ اس میں موجود نہیں ہے، تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

کسی مسلمان بھائی کا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کرنا کہ اگر اسے معلوم ہو جائے، تو اس کو ملال ہو، شریعت کی

رو سے غیبت کہلاتا ہے اور اگر کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے، جو اس میں نہ ہو تو یہ تہمت کہلاتا ہے۔زیر نظر حدیث میں معلم انسانیت کے استفسار سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ کو غیبت کی حقیقت بتانے سے پیشتر ہی ان سے اس کی بابت دریافت فرمایا تاکہ وہ اپنی مکمل توجہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مبذول کرلیں اور غیبت کی حقیقت کو اچھے طور پر سمجھ سکیں۔استفساری طریق تدریس بلا شبہ جہاں طلبہ کو غور وخوض اور فکر کی دعوت دیتا ہے وہاں بات کو سیکھنے کا شوق اور ترغیب کا باعث بھی بنتا ہے۔

تیسری مثال:

نبی آخر الزمان ﷺ کا استفساری انداز ایسا بہترین طریق تدریس ہے ،جس میں معلم طلباء کو استفسار کے ذریعے غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، جس میں زیر بحث موضوع کے بارے میں مکمل توجہ کے لئے تنبیہ اور بات سمجھنے کی قوی ترغیب ہوتی ہے، چنانچہ بسااوقات گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے کسی اہم موضوع کے متعلق صحابہ سے استفسار فرمایا کرتے تھے،اس کی ایک نظیر ذیل میں پیش خدمت ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟» فَوَقَعَ النّاسُ فِي شَجَرِ الْبوَادِي، قالَ عَبدُ الله: وَوقَعَ فِي نَفْسِي أنَهَا النَّخلَةُ، فاستَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنا مَا هيَ؟ يارَسُولَ اللهِ قَالَ فَقَالَ: «هِيَ النَّخْلَةُ».[١٤]

درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے ، مسلمان کی مثال اس درخت جیسی ہے، بتاؤ وہ کون سا درخت ہے ؟ یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف چلا گیا ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں شرم (احترام) سے نہیں بول سکا۔ بآخر صحابہ کرامؓ نے آنحضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ وہ درخت کون سا ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ درخت کھجور کا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے ایسے درخت کے بارے میں استفسار فرمایا، جو ایک مومن کی مانند ہو گویا کہ رسالت مآب ﷺ مومن کی کیفیت اور حالت کو مثال سے بیان فرمایاہے، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کھجور کا درخت میں لچک ہوتی ہے ، جو تیز آندھی میں ہوا کے ساتھ جھک جاتا ہے اور ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح مومن حالات کے نشیب وفراز سے ٹوٹتا نہیں ہے۔

اس استفسار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد اپنے شاگردوں کی فہم وفراست کو پرکھنے ،ان کو غور وفکر کی دعوت دینے اور ان کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لیے استفسار کرے، جو ایک کامیاب مربی اور ماہر معلم کا شیوہ ہے۔

عمدہ استفسار کی تعریف:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے اصحاب کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے ، عمدہ استفار پر ان کی تعریف بھی فرماتے تھے، سیرت طیبہ سے کئی شواہد ملتے ہیں، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا، ایک دن ہم سفر کر رہے تھے کہ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول

اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے، جو مجھ کو جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور رکھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ البَيْتَ»(۱۵)

"یقیناً تم نے ایک بہت بڑی بات کے بارے میں پوچھا ہے اور بیشک یہ عمل اس شخص کیلئے آسان ہے، جس کیلئے اللہ تعالی آسان کر دے، یہ کہ تم اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو اور اللہ تعالی کے گھر کا حج کریں۔

استفساری طریقہ تدریس جو طلبہ کے ذہنوں کو جلا بخشتا ہے، یہ طریقہ تدریس استاد سبق کے آغاز یا مناسب موقع پر طلبہ کی مکمل یکسوئی حاصل کرنے اور توجہ مرکوز کرنے کے لیے اپناتا ہے، لیکن دوران تدریس اگر طلبہ کسی چیز کے بارے میں استاد سے سوال کریں، تو استاد کو بھی چاہے کہ وہ ان کے سوالات کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کرے اور کھلے دل کے ساتھ ان کے جوابات دے۔

استفسار اور جواب کا اعادہ کرنا:

احادیث اور سیرت کی کتب کے مطالعہ سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوران تعلیم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنے کیلیے استفسار فرماتے اور جس بات کو ذہن نشین کرنا یا اچھے طریقے سے سمجھانا مقصود ہوتا، اس کا متعدد بار اعادہ فرماتے تھے جیسا کہ صحابی حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ:الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ. فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى قُلْتُ:لاَ يَسْكُتُ.(۱۶)

کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ، توآپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا" نبی کریم ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا :آگاہ ہو جاؤ! جھوٹی بات کرنااور جھوٹی شہادت دینا۔ جھوٹی بات کرنااور جھوٹی شہادت دینا۔ آنحضور ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے، حتی کہ ہم اپنے جی میں کہنے لگے کہ کاش !آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔

اس اہم موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے ایسا انداز اختیار فرمایا کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی بات سننے کے لیے ہمہ تن گوش اور تیار ہو گئے،آپ ﷺ نے اپنی گفتگو کا آغاز استفساری انداز میں فرمایا کہ کیا میں تمھیں بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ پھر آپ ﷺ نے اس جملے کو تین بار دہرایا، مذکورہ حدیث میں معلم انسانیت نے صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی غرض سے دو طریقوں کو اپنایا ایک استفاری اسلوب کہ "کیا میں تمھیں سب سے بڑا گناہ نہ

بتاؤں؟'' اور دوسرا آپ نے بات کو یاد کرانے کی غرض سے ''آگاہ ہو جاؤ! جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا'' کا اعادہ فرماتے رہے اور آنحضرت ﷺ نے اس جملہ کو کثرت سے دہراتے رہے تاکہ کہ صحابہ کو یہ بات اچھی طرح یاد ہو جائے اور ان پر اس امر کی ضرورت واہمیت بھی واضح ہے۔

استفسار کی تکنیک:

رسول کریم ﷺ کا استفساری طریق تعلیم کو زیادہ موثر بنانے کے لئے ضروری ہے ، مناسب وقت، موقع محل کے مطابق استعمال کیا جائے، جیسا کہ ایک سفر کے دوران آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا:

«أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ»؟ قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا»، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ»[۱۷]

کیا آپ کو وہ نہ بتاؤں جس پر سب کاموں کا دارومدار ہے ؟ تو میں نے عرض کیا جی ہاں بتلایئے تو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: اس کو روک رکھو ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم سے مواخذہ نہیں ہو گا، ہماری باتوں پر تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو تمہاری ماں روئے، اے معاذ! تو پھر لوگ اوندھے منہ دوزخ میں کیوں کر گرائے جائیں گے ، صرف اپنی ان زبان کی بدکلامی کی وجہ سے۔

موثر استفسارات:

خاتم الانبیاء ﷺ کا استفساری انداز تعلیم بہت ہی موثر انداز تعلیم تھا کہ جب آپ ﷺ نے غور وفکر کی دعوت اور ترغیب دینی ہوتی یا کسی اہم مسئلہ پر بات کرنی ہوتی، تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خود استفسارات فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے استفسارات اس قدر موثر ہوتے تھے کہ آج کے جدید دور میں ہمیں ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے، تعلیمی اداروں میں اس کا نفاذ بہت ضروری ہے تاکہ ہم تعلیم سے مطلوبہ نتائج حاصل کر سکیں ، چنانچہ بایں وجہ اساتذہ کرام پر لازم ہے کہ وہ موثر سوالات کے ذریعے تعلیم کو بامقصد اور موثر بنائیں۔

موثر تدریسی حکمت عملی:

استفساری طریق تدریس ایک بہترین طریق تعلیم اور مؤثر حکمت عملی ہے، جس کو اختیار کرتے ہوئے ، مدرس خاطر خواہ نتائج حاصل کر لیتا ہے اور اساتذہ استفسار اور استفہام کو ایک مؤثر اور مفید ذریعہ تدریس کے طورپر استعمال کر سکتے ہیں۔ موثر تدریس کے لئے ان تجاویز پر عمل کرنا اشد ضروری ہے۔

سوالات عام فہم اور سادہ زبان میں ترتیب دیے جانے چاہیے، سوال مشکل یا پچیدہ نہ ہوں، بلکہ عام فہم اور آسان زبان میں ہو، تو تدریسی عمل زیادہ مؤثر اور کارآمد ہو جائے گا۔ تدریسی عمل سے پہلے متعلقہ سبق کے بارے میں سوالات مرتب یا تشکیل کرنا نہایت اہم ہے، چنانچہ معلّمین اور اساتذہ کرام کو اس ضمن میں بے اعتنائی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

سوال کرنے کی مہارت:

معلم انسانیت ﷺ صحابہ کرامؓ کو جن الفاظ میں سوال فرماتے تھے ،وہ انتہائی سادہ اور عام فہم ہوتے تھے، جس سے سامعین کو سوال سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی جیسا کہ ما المفلس؟ (مفلس کون ہے؟) ماالایمان؟ (ایمان کیا ہے؟) کَم طَلَّقْتَ؟ (اس نے تم کو کتنی طلاقیں دی ہیں؟) وغیرہ جیسے سوالات تھے۔

تعلیم و تفہیم میں استفساری طریقہ تعلیم کی اہمیت ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔استفسار طلباء کے دل میں علم کے حصول کی تڑپ کا مظہر ہے اور استاد کے لئے متعلّمین میں انداز فکر کو جانچنے کے لیے کسوٹی بھی ہے۔استفساری طریق تعلیم کے سبب طلباء کی ذہنی پریشانیوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہےاوراس کی وجہ سے استاد کے لئے آئیندہ کا لائحہ عمل تیار کرنے اور اپنے طریقہ تدریس کو بدلتے ہوئے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں مدد ملتی ہے،یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبہ سے سوالات پوچھتے رہیں۔

استفساری طریقہ تعلیم سے طلباء کو مشکل سے مشکل موضوعات بہت آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں مختلف موضوعات پرعنوان کے مطابق استفسار سادہ زبان اور عام فہم الفاظ میں ہونے چاہییں اس سے طلباء زیر بحث موضوع کی جانب مکمل طور پر توجہ مبذول کرتے ہیں اور لیکچر میں مکمل دلچسپی لیتے ہیں،یہی وجہ ہے کہ معلم انسانیتﷺ اپنے صحابہ کی تعلیم و تفہیم کیلیے کبھی کبھار اس طریقہ تدریس کو بھی اختیار فرمایا کرتے تھے۔

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبا کوسوال تشکیل دینے اور پھرسوال پوچھنے کی ترغیب دیں۔طلبا کو بھی چاہیے کہ استاد کے ترتیب کردہ سوالات کے مطابق چند سوالات تیار کرنے کی سرگرمی میں دلچسپی ظاہر کریں ، چنانچہ یہ سرگرمی طلبا میں اکتساب علم کا شوق پیدا کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔

حاصلات تعلم :

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا استفساری طریق تعلیم میں طلباء کی تمام تر توجہ معلم کی گفتگو پر مرکوز ہوتی ہے، جس سے متعلّمین میں فہم پیدا ہوتا ہے لہٰذااساتذہ کو چاہیے کہ دوران تدریس طلبہ کے سامنے موزوں سوالات عام فہم اور آسان الفاظ میں ہوں۔

اساتذہ کرام سوالات کرنے کے بعد طلبا کو سوچنے، سمجھنےاور غوروفکر کرنے اور ان کو سوالات کے جوابات دینے کا مناسب موقع دیں۔

طلبا سے کیے جانے والے مختلف سوالات میں تنوع پیدا کرکے تحصیل علم کی رغبت اور تحریک پیدا جاسکتی ہے۔ذہین طلبا کوان کی ذہنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق کچھ مشکل سوالات پوچھے جائیں اور کم ذہین طلبا سےان کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق قدرےآسان سوالات پوچھنے سے جہاں ان کو کمرۂ جماعت میں لائق بناتے ہیں، وہاں ان میں خود اعتمادی اور خود اکتسابی جیسی خوبیوں اور صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہیں، مثال کے طور پر کب، کیوں، کیسےاور کہاں، جیسے سوالات جب بھی طلبا کے ذہن میں پیدا ہیں، تو یہ ان کے تجسّس اور حصول علم کے شوق کوبڑھاتے ہیں،چنانچہ ان جیسے سوالات اور ان کے

جوابات طلبا کی علمی تسکین کا موجب بنتے ہیں۔

استاد اور طلبہ ہر دو کی جانب سے کیے جانے والے سوالات طلبا کی ذہنی تسکین اور فطری تجسّس کی تسکین کے ساتھ ساتھ ان کے شعوری احساس کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اسی وجہ سے سوال کو علم کی چابی کہا جاتا ہے۔

جائزہ:

سبق کے آخر میں اساتذہ کو چاہیے کہ وہ طلبا سے ایسے سوالات پوچھیں، جن سے سبق کے موضوع اور نفس مضمون کے متعلق طلبا کو فہم و ادراک حاصل ہو جائے اور اس موضوع کا مفہوم ذہن میں نقش ہو جائے، سبق کے بارے میں طلبا کو حاصل ہونے وال علم سے شرح صدر ہو جائے کو حاصل تعلم کہتے ہیں۔

سبق کے اختتام پر طلبہ سے ایسے سوالات پوچھے جائیں جو موضوع کا مکمل احاطہ کرتے ہوں اور طلبہ کو تشکیک سے نکال کر علم الیقین پر فائز کر دیں اور ان کی علمی تشنگی دور کرنے کے ساتھ ان کو تاریکیوں سے نکال کر علم و عرفان کے منصۂ شہود پر براجمان کر دیتے ہیں۔

اساتذہ کرام نہایت مناسب، محتاط اور واضح سوالات کی تشکیل اور ترتیب ملحوظ خاطر رکھیں۔ بچوں سے بر محل اور موقع کی مناسبت سے کیے جانے والے سوالات ان میں علمی دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔

سبق کے اختتام میں زیر بحث موضوع کے بارے میں طلبا کی استعداد اور کارکردگی کو جانچنے کیلئے مدرس سوال وجواب کے طریقے کو اختیار کرے، اس کیلئے پِریڈ کا باقی ماندہ وقت مخصوص کیا جاسکتا ہے۔

خلاصہ:

استفساری طریق تدریس بذات خود ایک اہم طریق تدریس ہے، جس کے آغاز واہتمام میں معلم سوال وجواب کا سہارا لیتے ہوئے تدریس کا عمل سر انجام دیتا ہے اور یہ بہت ہی کامیاب طریقہ تعلیم ہے، اس میں طلبہ کی سابقہ واقفیت کا جائزہ لیا جاتا ہے، مشکل موضوعات کی آسان طریقے سے وضاحت کرنے کے لئے اس کا عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے، کسی بھی سبق کو پڑھانے کے لئے اس میں مختلف مواقع پر جو سوالات طلباء سے کیے جاسکتے ہیں، استاد اس کی پہلے سے منصوبہ بندی کر لے تو یہ زیادہ موثر ثابت ہوگا کیونکہ وہ ایسا کرنے سے وقت ضائع کیے بغیر اپنے سبق کو موثر انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ استفساری طریقہ تعلیم فروغ علم کے لیے معلّمین اور اساتذہ کرام سے متعلّمین کو نہایت عمدہ اور واضح الفاظ میں سوال پوچھنے کا تقاضہ کرتا ہے۔ مؤثر اور کامیاب تدریس کے لیے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ طلبا سے آسان، سہل اور واضح الفاظ سوالات پوچھیں۔ طلبا سے سوالات مناسب وقت اور بر محل صحیح طریق سے کیا جائے تو یہ نہ صرف افہام و تفہیم کے نئے باب کھولتا ہے بلکہ یہ علمی تنظیم اور تجربات کی تصحیح کرتے ہوئے بہتر نتائج پیش کرتے ہیں۔ جامع ومانع انداز میں کیے گئے سوالات سامع کے لیے دلچسپی کا سامان پیدا کرتے ہیں، مسئول کو فکر کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی قوت استنباط واستدلال کو فروغ دیتے ہیں۔ عمدہ طرز استفسار پر عبور جہاں تدریس کو آسان بناتا ہ وہاں وہ طلبا کے لیے سبق کو دلچسپ، مؤثر اور پر کیف بنا دیتا ہے۔

CC BY

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

حوالہ جات (References)

(۱) سورۃ العلق، ۹۶: ۱-۵

(۲) سورۃ الزمر، ۳۹: ۹

(۳) سورۃ الأحزاب، ۳۳ : ۲۱

(۴) سورۃ البقرۃ، ۲ :۱۵۱

(۵) متفق علیہ، صحیح البخاری، اِبو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی) الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۲ھ- کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلاۃ الخمس کفارۃ، رقم الحدیث: ۵۸۲. مسلم بن الحجاج اِبو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: ۲۶۱ھ-) صحیح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، رقم الحدیث: ۶۶۷.

(۶) مسلم ، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم ،دار الاحیاء التراث ،بیروت،۱۴۱۹ھ- بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَی الْأَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِینِ وَالْیَتِیمِ،رقم الحدیث:2983. اِبو عبد اللہ اِحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اِسد الشیبانی (المتوفی: ۲۴۱ھ-)، مسند الإمام اِحمد بن حنبل، المحقق: شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد، إشراف: د عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ ھ- - ۲۰۰۱ م،رقم الحدیث:۸۸۸۱.

(۷) سورۃ الأنعام ۶: ۱۵۳.

(۸) إبن حبان، محمد بن حبان بن اِحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبَدَ، التمیمی، اِبو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: ۳۵۴ھ-)، صحیح ابن حبان،دارالفکر،بیروت ،۱۴۱۵ھ-/ المحقق: شعیب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ — بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۴ — ۱۹۹۳، ذکر الإخبار عما یجب علی المرء من لزوم سنن المصطفیٰ،رقم الحدیث:۶.

(۹) سورۃ آل عمران، ۳: ۱۵۳

(۱۰) متفق علیہ، صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب المتیمم ہل ینفخ فیہما؟، رقم الحدیث: ۳۳۸ و ۳۴۳. صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم،رقم الحدیث: ۳۶۸.

(۱۱) اِحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اِسد اِبو عبد اللہ الشیبانی (المتوفی: ۲۴۱ھ-)، مسند الإمام اِحمد بن حنبل، المحقق: شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد، إشراف: د عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۱ ھ- - ۲۰۰۱ م. ۶۲/۳۴، رقم الحدیث: ۲۰۴۱۹. الطبرانی سلیمان بن اِحمد بن اِیوب بن مطیر اللخمی الشامی، اِبو القاسم (المتوفی:

٣٦٠ھ-)، المعجم الأوسط، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين – القاہرۃ، ٣٢/١ رقم الحدیث: ٨٢.

(١٢) الترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسی (متوفی: ٢٧٩ھ-)، سنن الترمذی، تحقق: بشّار عوّاد مَعروف، الناشر: دار الغَرب الإسلامی – بیروت، طبعۃ: ١٩٩٨ م، باب مَا جَاء فی شأن الحساب والقصاص رقم الحدیث: ٢٤١٨. صحیح ابن حبان، المحقق: شعیب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، ١٤١٤ – ١٩٩٣، کتاب الحدود، باب الزنی وحدہ، ذکر الخبر المصرح بإیجاب النار علی السارق والزانی، ٢٥٩/١٠، رقم الحدیث: ٤٤١١.

(١٣) مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: ٢٦١ھ-) صحیح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الغیبۃ، رقم الحدیث: ٢٥٨٩.

(١٤) متفق علیہ، البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، ١٤٢٢ھ- کتاب العلم، باب المحدث حدثنا، واخبرنا، انبانا، رقم الحدیث: ٦١ و ٣٤٤٣. صحیح مسلم، کتاب القیامۃ و الجنۃ والنار، باب مثل المؤمن مثل النخلۃ، رقم الحدیث: ٢٨١١.

(١٥) جامع الترمذی، تحقق: بَشار عَواد مَعروف، الناشر: دَار الغَرب الإسلامی – بیروت، طبعۃ: ١٩٩٨م، باب مَا جَاء فی حرمۃ الصلاۃ، رقم الحدیث: ٢٦١٦. ابن ماجۃ، ابوعبداللہ محمد بن یَزید القزوینی، الإمام (المتوفی: ٢٧٣ھ-)، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، الناشر: دار احیاء الکُتبُ العربیۃ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، رقم الحدیث: ٣٩٧٣.

(١٦) متفق علیہ، صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم الحدیث: ٥٩٧٦. صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الکبائر واکبرہا، رقم الحدیث: ٨٧.

(١٧) جامع الترمذی، باب ما جاء فی حرمۃ الصلاۃ، رقم الحدیث: ٢٦١٦. سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ٣٩٧٣.